دوقومی نظریے کی ضرورت واہمیت سیرت طیبہ کی روشنی میں

پروفیسر ڈاکٹر عمر حیات عاصم سیال

استسٹنٹ پروفیسر شیخ زاید اسلامک سینٹر، جامعہ کراچی

قوموں کا عروج وزوال نظام کائنات کا حصہ ہے۔ تاریخ سے مراد قوموں کا گرنا اور اٹھنا ہے جو مکافات عمل سے عبارت ہے۔ تاریخ ایک ایسی صداقت ہے جس پر انسان حیرت زدہ ہوتا ہے کامیابی پر شاداں اور ناکامی پر پریشاں نظر آتا ہے۔ کچھ قومیں دنیا میں ترقی کرتی ہیں فتوحات اور کامرانیاں ان کی تہذیب کے شاہکار افراد کار کے مرہون منت ہیں اور تمدنی آثار ان کی جہد مسلسل کے اعلی ترین ثبوت ہیں۔تہذیب وتمدن اور علم وہنر پر انہیں کا سکہ چلتا ہے جو قومیں ماضی سے سبق حال سے تنظیم اور مستقبل کی نوید اپنی نئی نسل کو منتقل کرنے کو اپنی ترجیحات میں رکھتی ہیں،

نظریہ کسی قوم کا وہ متعین راستہ ہے جس پر چل کر نئی نسل اپنے جذبہ ایثار کے وہ مینار الیستادہ کرتی ہے جس کو دنیا میں امتیاز اور تہذیبی اعتبار سے بقا حاصل ہے لیکن یہ صرف اسی صورت میں ہوتا ہے جب نظریاتی بنیادوں کو اصول زندگی بنایا جائے نظریہ اجتماعیت کسی قوم کا شعور اور بقا کی ضمانت ہے جب تک کوئی قوم اپنے نظریے سے وابستہ رہتی ہے اسے دنیامین باوقار اور بلند مقام حاصل ہوتا ہے جب نظریے سے انحراف ہوتا ہے تو وہ قوم قصہ ماضی بن جاتی ہے۔

قوموں کے عروج وزوال کی اس داستان میں مسلمانان برصغیر کا امتیاز یہ ہے کہ انہوں نے دوقومی نظریے کی اہمیت کے احساس کو اپنی شناخت بنایا اور فرد اور قوم کی جواب دہی کا ایمانی تصور پیش کیا عروج وزوال کی بنیادی وجوہات اور نتائج سے قوم کو آگاہ کیا زیر مطالعہ مضمون میں ملت اسلامیہ کے استحکام کیلئے اخلاق کی اہمیت ،نظریے کی تکفیر کے خطرناک نتائج اور جزاوسزا کا خدائی قانون پر چند گزارشات حاضر ہیں زیر بحث موضوع سیرت طیبہ کی روشنی میں پیش کیا جائے گا اس میں سیرت سے استفادہ اور برصغیر کے مسلمانوں کیلئے خصوصاً اور عالم اسلام کیلئے عموماً

سیرت رسول کا مطالعہ کیوں ضروری ہے۔ اور نظریاتی دفاع میں اس کی کیا اہمیت ہے اس سے آنے والی نسلوں کو کیسے آگاہ کیا جائے۔

نظریہ پاکستان کی بنیادیں: علامہ اقبال نے کہا تھا۔

"بنا ہمارے حصار ملت کی اتحاد وطن نہیں ہے"

علامہ نے جن واشگاف الفاظ میں نظریہ پاکستان کی وضاحت فرمائی اور مسلم قومیت کی اساس عقیدہ توحید کو قرار دیا ان الفاظ کا ثبوت قرآن پاک کی سورہ تغابن میں اس طرح بیان ہوا ہے۔

"اللہ کی تسبیح کررہی ہے ہر وہ چیز جو آسمانوں میں ہے اور ہر وہ چیز جو زمین میں ہے اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کیلئے تعریف ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا اور پھر تم میں سے کوئی کافر ہے اور کوئی مومن اور اللہ وہ سب کچھ دیکھ رہا ہے جو تم کرتے ہو۔"(۱)

وہ قادر مطلق ہے وہ جو کچھ کرنا چاہے کر سکتا ہے۔ کوئی طاقت اس کی قدرت کو محدود کرنے والی نہیں۔ مگر تم میں سے کوئی اس کے خالق ہونے سے انکار کرتا ہے۔ اور کوئی اس حقیقت کو مانتا ہے۔ اس نے تم کو اس طرح پیدا کیا کہ تم کفر اختیار کرنا چاہو تو کر سکتے ہو اور ایمان لانا چاہو تو لا سکتے ہو۔ ایمان اور کفر میں سے کسی کے اختیار کرنے پر بھی اس نے تمہیں مجبور نہیں کیا ہے اس لیے اپنے ایمان و کفر دونوں کے تم خود ذمہ دار ہو گویا ایمان لانے والے برابر نہیں ہیں ایمان نہ لانے والوں کے اور نہ لانے والوں کے درمیان حد امتیاز احکام الہی کا نفاذ ہے اس سے اسلامی تمدن کی نمود نمائش کے ذریعے اسلامی نظریہ قومیت کا عملی ثبوت ملتا ہے اور خلیفہ الارض کے منصب کی تکمیل کا تقاضا بھی یہی ہے ایمان والے انسانی تمدن کی تاریخ کو تحفظ انسانیت کیلئے کیسے ممکن بناتے ہیں سورہ الحج میں اس کا نقشہ بیان کیا گیا ہے۔

"یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ہم اگر زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کریں گے زکوۃ دیں گے۔ معروف کا حکم دیں گے اور منکر سے منع کریں گے اور

تمام معاملات کا انجام کار اللہ کے ہاتھ میں ہے"(۴)

یہ فیصلہ کہ زمین کا انتظام کس وقت کسے سونپا جائے۔ اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔ مغرور بندے اس خیال میں ہیں کہ زمین پر بسنے والوں کے فیصلے وہ خود کرنے والے ہیں بہت بڑی غلط فہمی میں ہیں اللہ کے مددگار اور اس کی تائید ونصرت کے مستحق وہ لوگ ہیں کہ اگر دنیا میں انہیں حکومت وفرمانروائی دی جائے تو ان کا ذاتی کردار فسق وفجور اور غرور وتکبر کی بجائے عاجزی وانکساری کا ہوگا وہ اقامت الصلوۃ کریں گے اور ان کی دولت نفس پرستیوں کی بجائے غرباء کی کفالت پر خرچ ہوگی۔ ان کی طاقت گناہوں کو ختم کرنے اور نیکیوں کو پھیلانے کا ذریعہ بنے گی۔ اسلامی نظریہ قومیت واقتدار کا عملی ثبوت دنیا میں اللہ کی عبادت اطاعت رسول اور قیام امن عالم کے ذریعے فراہم ہوگا انسانیت کا تحفظ ان کا منشور ہوگا۔

27 رمضان المبارک 1366ھ وہ تاریخ کا اہم ترین دن ہے جس دن برصغیر کے مسلمانوں نے اپنی بے مثال قربانیوں کے باعث علیحدہ اسلامی ریاست کے حصول میں کامیابی حاصل کی۔ انسانی تاریخ میں ہجرت مدینہ کے بعد ہجرت پاکستان سب سے بڑی ہجرت ہے۔ جو اسلامی نظریہ قومیت کے قیام واستحکام کیلئے کی گئی۔ 14 اگست 1947 قیام پاکستان کے ساتھ ہم نے انصاف نہیں کیا پاکستان کی تعمیر کی ذمہ داری کو ہم نے اپنے اسلاف کے بیانات کے مطابق سرانجام نہیں دیا اسلامی نظریہ قومیت کا مفہوم متعین کرنے میں جو تاویلات اختیار کیں آج ان کے نتائج ہمارے سامنے ہیں قائداعظم رحمتہ اللہ علیہ نے نظریہ پاکستان کو کس قدر تاریخی اہمیت کے ساتھ بیان کیا ہے توجہ طلب ہے آپ فرماتے ہیں۔

"پاکستان اسی دن وجود میں آ گیا تھا جب ہندوستان میں پہلا ہندو مسلمان ہوا تھا یہ اس زمانے کی بات ہے۔ جب یہاں مسلمانوں کی حکومت بھی قائم نہیں ہوئی تھی مسلمانوں کی قومیت کی بنیاد کلمہ توحید ہے وطن نہیں اور نہ نسل۔ ہندوستان کا جب پہلا فرد مسلمان ہوا تو پہلی قوم کا فرد نہ رہا ایک

جداگانہ قوم کا فرد ہوگیا اور ہندوستان میں ایک نئی قوم وجود میں آگئی"(۳)

دوقومی نظریہ کی اسلامی بنیادیں اور تقاضے قوموں کے عروج وزوال کے پس منظر میں مسلم تشخص کے احیاء کی علامت ہیں تحریک پاکستان کے رہنما اور کارکن ان تقاضوں سے بخوبی آگاہ تھے اسلامی نظریہ قومیت کو ہندو نظریہ قومیت کے حوالے کرنے کیلئے تیار نہیں تھے ہر دور میں مسلمانوں نے اپنے تمدنی وتاریخی آثار کے ذریعے اپنی شناخت کا پرزور اعادہ کیا۔ محمد بن قاسم سے محمد علی جناح تک برصغیر کے مسلمانوں نے ہر دور میں اپنی ایمانی حمیت کا اظہار بھرپور طریقے سے کیا اس منظر نامہ کو افسانہ نگار کرشن چندر نے منفرد انداز میں بیان کر کے دوقومی نظریہ کی تائید کی ہے۔

"ہندو اسے کہتے ہیں جو مسلمان کا دشمن ہو۔ اور پھر وہ کام کرے جو مسلمان نہ کرتا ہو۔ چنانچہ مسلمان گوشت کھاتا ہے ہندو ترکاری کھاتا ہے۔ مسلمان سر منڈاتا ہے۔ ہندو سر پر چوٹی رکھتا ہے مسلمان گائے کو حلال کرتا ہے ہندو اسے ماتا سمجھ کر پوجتا ہے مسلمان سور کو حرام سمجھتا ہے۔ ہندو اس کا اچار ڈالتا ہے۔ مسلمان مسجد میں جاتا ہے۔ ہندو مندر میں مسلمان خاموشی سے نماز ادا کرتا ہے۔ ہندو سنکھ اور گھڑیال بجا کر ارتی اتارتا ہے ہندو پرتھوی راج چوہان کی عزت کرتا ہے۔ مسلمان شہاب الدین غوری کی۔ ہندو رانا سانگا کو پوجتا ہے مسلمان بابر کی شان میں قصیدہ کہتا ہے۔ ہندو رانا پرتاب کو اکبر سے بڑا خیال کرتا ہے، مسلمان اکبر کو رانا پرتاب پر ترجیح دیتا ہے ہندو کا ہیرو شیواجی ہے اور مسلمانوں کا اورنگ زیب"(۴)

قیام پاکستان کی خواہش کے پس منظر میں حفاظت دین وثقافت کا جذبہ عروج پر نظر آتا

ہے اکابرین تحریک پاکستان کے بیانات کے مطالعے سے تحریک پاکستان میں پیش کردہ قربانیوں ک اندازہ ہوتا اور پتہ چلتا ہے کہ قیام پاکستان کی تحریک کے اہداف واضح تھے۔ اسلامی معاشرہ ک قیام، مذہبی آزادی، دینی وتہذیبی شناخت، معاشی کفالت، اسلامی آثار و باقیات کا احترام تحریک پاکستان کے اہم ترین مقاصد تھے جن کی تکمیل کیلئے تحریک پاکستان کے دوران اسلامی تصور قومیت کو نظریہ پاکستان کے بنیادی فلسفے کے طور پر بیان کیا گیا قائداعظم نے علی گڑھ یونیورسٹی میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

"مجھے بحثیت مسلمان دوسری اقوام کے تمدن، معاشرت، اور تہذیب کا پورا احترام ہے لیکن مجھے اپنے اسلامی کلچر اور تہذیب سے بہت محبت ہے میں ہرگز نہیں چاہتا کہ ہماری آنے والی نسلیں اسلامی تمدن اور فلسفہ سے بالکل بے گانہ ہوجائیں" (۵)

برصغیر پاک وہند کی ملت اسلامیہ اپنے نظریے کی بنیاد پر میدان سیاست میں کامیاب ہوئی جس نظریہ کی صدا ہر مسلمان کے ضمیر کی آواز ہے اس آواز کے احساسات اجتماعیہ کا میدان پوری دنیا کیلئے وسیع تر ہے۔ مگر سیاسی منظر میں الگ قومی شناخت مٹانے کیلئے اسلام دشمن طاقتیں متحد ہیں پاکستان کی تعبیر وتعمیر انہیں کسی قیمت پر برداشت نہیں مسلمانان عالم کی بقا دوقومی نظریہ اور امت اسلامیہ کے اتحاد میں مضمر ہے مگر اہداف کا تعین اور تکمیل کیلئے لائحہ عمل ضروری ہے ڈاکٹر محمود احمد غازی لکھتے ہیں۔

" امت سے مراد امت کا وہ پہلو ہے کہ جس کی اساس نظریے پر ہو جس کی اساس ایک مشترک آغاز اور مشترک ہدف پر ہو ملت سے مراد وہ ملت مسلمہ ہے جس کے مظاہر جس کے ظواہر، جس کی ثقافت، جس کی تہذیب اور جس کا تمدن سب ایک ہوں تہذیبی اور اخلاقی اقدار مشترک ہوں جس کے ثقافتی مظاہر مشترک ہوں" (۶)

اسلام دین فطرت ہےاس کی ہدایات انسانی زندگی کےتمام شعبوں پر حاوی ہیں انسانی فطرت جب تک اللہ تعالی کی ہدایت کے تابع نہ ہوحصول مقصد ممکن نہیں قرآن مجید میں جن ہدایت کوانسان کیلئے اہم قرار دیا گیا ہے وہ معیار اخلاق ہے اس مقصد کے تحت قوموں کی زندگی اعمال اوراخلاق کے ساتھ وابستہ ہےعروج وترقی نصیب ہوتی ہےتو وہ اخلاق واعمال کے معیار کا نتیجہ ہےاورزوال کے باعث کوئی قوم اپناوجود کھودیتی ہےتو یہ مکافات عمل ہےاس میں کسی دنیاوی چیز کی مداخلت نہیں اصل قوت اخلاق ،ایمان اورتقوی کی قوت ہےجس سے زمین پر نعمتوں کی بارش ہوتی ہےخصوصیت کے ساتھ قومیں جب استغفاراور انکساری کو اختیار کریں تو اللہ تعالی اجتماعی طاقت کے اسباب پیدا کر دیتا ہے علامہ اقبال زوال امت کےنقصانات اوراتحاد ومت کے ثمرات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"ہمارے نزدیک پوری ملت کی موت وحیات کا سوال ایسا ہی ہے جیسے ایک نفس واحدہ کا پھر کیا یہ ممکن نہیں کہ ہم مسلمان جو بجا طور پر یہ دعوی کرسکتے ہیں کہ یہ ہم ہی تھے جوسب سے پہلے انسانیت کےاس بلند اور ارفع تصور پر عمل پیرا ہوئے ایک نفس واحدہ کی طرح زندہ رہیں جب میں یہ کہتا ہوں کہ ہندوستان کی حالت وہ نہیں جیسی نظر آتی ہے۔تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں کسی شخص کو حیرت میں ڈالنا چاہتا ہوں بہر حال اس کے صحیح معنی آپ پر اس وقت آشکار ہوں گے جب آپ ان کے مشاہدے کیلئے ایک اجتماعی انا پیدا کریں گے"(۷)

استحکام پاکستان قرآن کی روشنی میں: اسلامی سلطنت میں فلاحی اقدار کا فروغ انفرادی اجتماعی سطح پر انتظام سلطنت کو کامیاب بنانے کا ذریعہ ہیں انسانی زندگی کے وہ اصول جونا داروں کےحقوق کا تحفظ کرنے میں ہدایات کا ذریعہ ہیں اور یہ مستقل اقدار انسانی ضمیر کی آواز ہیں ان مستقل اقدار میں خود انسان کی ذات کیا ہے۔ اس کا شعور ضروری ہے خالق کائنات نے مخلوقات

عالم میں شرف ذات کا تصور انسان کو عطا کیا اسے نفس کا نام دیا جائے یا انا کا اللہ تعالی اس فطری تقاضے کو انسانی فطرت کے مطابق اطاعت رسول اور تقوی کیلئے وقف کر دینے کا حکم دیتا ہے انسانی جان و مال کے تحفظ کا حکم دیتا ہے احکام الٰہی کی پابندی میں ہی جسمانی روحانی سکون و راحت ہے اس جذبے کو قائم رکھنا انسان کی سب سے بڑی خواہش اور ضرورت ہے انسانی زندگی سے مقصود نفس انسانی کا نشوو ارتقاء ہے جس کے باعث احساس ذمہ داری کے تحت وہ تحفظ انسانیت کو ممکن بناتا ہے۔ارشاد خداوندی ہے۔

"اور نفس انسانی کی اور اس ذات کی قسم جس نے اسے ہموار کیا پھر اس کی بدی اور اس کی پرہیزگاری اس پر الہام کر دی گئی یقیناً فلاح پا گیا وہ شخص جس نے نفس کا تذکیہ کیا اور نامراد ہوا وہ جس نے اس کو دبا دیا۔"(۹)

انتظام سلطنت میں ہر انسان کا جوابدہ ہونا ضروری ہے جو انسانی فطرت کا تقاضا بھی ہے انسان اسے محسوس کرے تو اس کی فطرت انصاف طلب اور انصاف پسند ہے انسانی ایک مستقل بنیادی حدد ہے باقی اقدار اس کے نشوونما کا ذریعہ ہیں طبعی زندگی اور انسانی مفادات کے درمیان تصادم ہو جائے تو انسان اللہ کی رضا کیلئے جسم اور اس کے مفاد کو قربان کر دیتا ہے نیکی وہی قابل قدر ہے اور ذریعہ نجات ہے جو ایمان کے ساتھ ہو ارشاد خداوندی ہے "پھر یہ کہ آدمی ان لوگوں میں شامل ہو جو ایمان لائے اور جنہوں نے ایک دوسرے کو صبر اور خلق خدا پر رحم کی تلقین کی"(۱۰)

معاشرے میں حقوق العباد کا تحفظ عدل کے ذریعے ہی ممکن ہے اس کا نفاذ اسلامی ریاست کا فرض ہے تین ایسی چیزیں ہیں جن کا اللہ تعالی نے حکم دیا ہے۔اور جن پر پورے انسانی معاشرے کی درستگی کا انحصار ہے ایک یہ کہ لوگوں کے درمیان حقوق میں توازن اور تناسب قائم ہو۔ اور یہ کہ ہر ایک کو اس کا حق بے لاگ طریقے سے دیا جائے دوسری چیز احسان ہے جس سے مراد نیک برتاؤ، ہمدردانہ رویہ فیاضانہ معاملہ، رواداری، خوش خلقی، درگزر، باہمی تعاون تیسری چیز صلہ

رحمی ہے جو ہر صاحب استطاعت شخص سے ضرورت مند کیلئے ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

"اللہ عدل اور احسان کا اور صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے اور بدی و بے حیائی اور ظلم وزیادتی سے منع کرتا ہے۔ وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تا کہ تم سبق لو۔ اللہ کے عہد کو پورا کرو جب کہ تم نے اس سے کوئی عہد باندھا ہو اور اپنی قسمیں پختہ کرنے کے بعد توڑ نہ ڈالو جبکہ تم اللہ کو اپنے اوپر گواہ بنا چکے ہو"(۱۱)

اسلامی ریاست میں نظام زندگی چلانے کیلئے احکام الٰہی کی پابندی لازم ہے نظام حکومت چلانے کیلئے مستقل اقدار کا نفاذ ضروری ہے۔ یہ مستقل اقدار وہ بنیادی اصول زندگی ہیں جو ہمیشہ رہنمائی کا ذریعہ ہوتے ہیں ان کی عملی اہمیت ہر زمانے کے تقاضوں کے لحاظ سے معاشرہ خود متعین کرتا ہے یہ کام کسی ایک فرد واحد کا نہیں ہے۔ بلکہ نمائندگان ملت کے باہمی مشوروں سے قیام پذیر ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں رسول خدا کو سب سے بڑا مشورہ کرنے والا بیان کیا گیا ہے اس سنت نبوی کے اختیار کرنے سے احترام آدمیت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اور حالات کا صحیح اندازہ ہونے میں مدد ملتی ہے۔ ارشاد خداوندی

"اور جو اپنے رب کا حکم مانتے ہیں نماز قائم کرتے ہیں اپنے معاملات آپس کے مشورے سے چلاتے ہیں ہم نے جو کچھ بھی رزق انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور جب ان پر زیادتی ہوجاتی ہے تو اس کا مقابلہ کرتے ہیں"(۱۲)

عہد نبوی کا نظام حکومت: حضور اکرم ﷺ نے اعلان نبوت کے ساتھ ہی تحفظ انسانیت کا اعلان فرمایا سارے عالم انسانیت کو انسانوں کے خود ساختہ قانون کی غلامی سے نکال کر قانون الٰہی کی اطاعت وفرنبرداری میں دے دیا آپ نے قانون الٰہی کو چھوڑ کر دوسرے قوانین انسانی کی پابندی کو شرک قرار دیا۔

جس طرح اسلام تمام فرائض واعمال کی ترتیب وتدریج کو اہمیت دیتا ہے اسی طرح ا نتظام سلطنت اسلامی میں بھی تدریج وترقی کو اولیت دی جاتی ہے اسلام عالم انسانیت کی رہنمائی کیلئے آیا جس کی ابتداعرب سے ہوئی یہ تدریجی اصلاح کا اصول انسانی فطرت کے قریب تر ہے۔ تربیت کے بعد دیگر اقوام کیلئے عربوں کو بطور ماڈل کے پیش کیا۔ اور ایک ایسی عادلانہ سلطنت کی بنیاد رکھی جس کا قانون اللہ تعالیٰ کا قانون تھا جس کی حکومت خدا کی حکومت تھی اور جس میں ہر شخص حاکم اور خود ہی محکوم تھا اسلامی سلطنت کسی بادشاہ کی ملکیت نہیں تھی اس پر مسلمانوں کا یکساں حق تھا ہر شخص اپنی اپنی جگہ پر اپنی اپنی رعایا کا نگران اور اس سے متعلق امور کیلئے جوابدہ تھا حضور نے فرمایا۔

> "تم میں سے ہر شخص نگہبان ہے اور ہر شخصیت سے زیر نگرانی اشخاص رعیت کے متعلق سوال ہوگا" حضورﷺ کے فرمان سے اصول انتظام سلطنت کا ایک بنیادی نقطہ ہماری رہنمائی کرتا ہے اسلامی نظام حکومت کی جدوجہد میں انسان افرادی اجتماعی ہر سطح پر جوابدہ ہے۔ حضور اکرمﷺ نے اپنے خاندان کی بادشاہی یا عربی سلطنت کا پرچار نہیں کیا اور نہ ہی دنیاوی مال ودولت کو اہمیت دی بلکہ شہنشاہ زمین وآسمان کی بادشاہی کا اعلان فرمایا۔ حضور نے دنیا کے تمام ظالمانہ نظامہائے سلطنت کو ختم کر کے اللہ تعالیٰ کا عادلانہ نظام قائم کیا جس میں اللہ کے سوا کسی ارضی سماوی طاقت کی اطاعت نہ ہو اور نہ کسی دوسرے کا قانون رائج ہو۔ اور جس میں حکمران افراد کی شخصیت اور قومی تعارف، نسل وزبان، رنگ وعلاقہ سے اس کا تعین نہ ہو بلکہ سلطنت کے قانون، طریق حکومت - عدل وانصاف اور احکام اسلام کی اطاعت سے ہو جس کے بنیادی اصولوں میں۔
>
> وہ سلطنت چند بنیادی اصول زندگی کی احکام الٰہی کے مطابق پابند ہو۔

۲۔ اس سلطنت کا مرکز ومحور انسانی قانون پر مبنی نہ ہو بلکہ اس کی اساس عمدہ اخلاق طہارت قلب ہو اسلام کا عطا کردہ یہ مثالی نظام سلطنت اپنے اصولوں پر خلفائے راشدین کے زمانہ تک قائم رہا اس نظام قانون میں چھوٹے بڑے کالے گورے اور عربی وعجمی کسی کیلئے رعایت یا تفریق نہ تھی۔

حضور کے نظام سلطنت میں۔

۱۔ آپؐ نے مصنوعی تفرقوں کو مٹا کر سونے چاندی کا سامان اور ریشمی لباس کو حرام قرار دیا۔

۲۔ وضع لباس کے اعتبار سے آپؐ نے عام صحابہ کرام کے درمیان اپنی شناخت کو مشکل بنا دیا۔

۳۔ آپؐ امام وقت کیلئے امامت خطابت بطور اعزاز اور صحن مسجد ایوان اقتدار قرار دیا۔

۴۔ آپؐ کے دور میں جرم وسزا کا قانون حکمران خاندان کے افراد اور عام افراد کیلئے یکساں تھا۔

۵۔ آپؐ دور جاہلیت کے انتظامی جاہ وجلال والے خطابات کی بجائے اپنے لئے اللہ کا بندہ کا خطاب پسند فرمایا

۶۔ آپ نے حضرت معاذ کے تعظیمی سجدہ کو ناپسند فرمایا اور فرمایا سجدہ صرف خالق کائنات کیلئے ہے۔

۷۔ حضورؐ کی بارگاہ میں اظہار رائے کی عام اجازت تھی ہر شخص جب چاہے مدعا بیان کر سکتا تھا۔

آپؐ کے بعد خلفائے راشدین نے انتظام سلطنت کو سنت نبوی کے مطابق بنایا اور چلایا۔

حضور اکرم نے فرمایا۔

(۱) جس بندہ کو اللہ تعالی کسی رعیت کا نگران بنائے اور وہ اس کی خیر خواہی پوری پوری نہ کرے تو وہ جنت کی بو بھی نہ پائے گا (12)

حضور اکرم نے فرمایا۔

(۲) جس بندہ کو اللہ تعالی کس رعیت کا نگران بنائے وہ مرتے دم اس حال میں مرے کہ وہ اپنی رعیت کے ساتھ غداری کرتا تھا تو اللہ اس پر جنت کو حرام کردے گا(13)

حضور اکرم نے فرمایا۔

(۳) جو امیر مسلمانوں کے کام کا والی ہو پھر وہ ان کیلئے محنت نہیں کرتا اور ان کا خیر خواہ نہیں وہ ان کے ساتھ بہشت میں داخل نہ ہوگا (14)

حضور اکرم نے فرمایا۔

(۴) کوئی والی جو مسلمانوں کی کسی زیر نگرانی جماعت کا والی ہو وہ اس حال میں مرے کہ وہ ان مسلمانوں کے ساتھ غداری کا مرتکب ہو اس پر جنت حرام ہے (15)

حضور اکرم نے فرمایا۔

(۵) اے اللہ جو کوئی میری امت کی کسی بات کا (یا حکومت کے کسی حصہ کا) بھی والی ہو اور وہ ان پر سختی کرے تو تو بھی اس پر سختی کرنا اور جو ان سے مہربانی سے پیش آئے تو تو بھی اس سے مہربانی فرمانا۔ (16)

تعمیر پاکستان: پاکستان نام ہے ان کامیابیوں اور کامرانیوں کا جو پرخلوص کوششوں کے صلے میں حاصل ہوئیں۔ پاکستان جذبہ آزادی ادراک کا نتیجہ ہے جس سے کسی بھی پاکستانی کا دل خالی نہیں ہے۔ یہ سفر ہے ان بلندیوں اور رفعتوں کا جو عزم اور حوصلے سے جاری رکھی گئیں یہ صلہ ہے انقلاب برپا کرنے والی شخصیات کی کوششوں کا جنھوں نے دنیا کی طاقتوں سے پاکستان چھین لیا۔ یہ نام ہے ان عظمتوں اور برکتوں کا جس کے حصول میں ہزاروں مسلمان خدا کے حضور دعا سجدہ ریز ہوئے۔ یہ وقت ہے اپنی خامیوں اور ندامتوں پر غور وفکر کرنے کا جس میں اسلامی معاشرے کی اقد

رکو نافذ کرنے کا اب وقت ہے۔اس جذبہ جہاد پر غور وفکر کرنے کا جو تحریک پاکستان کے دوران کا رفرما تھا۔ جہاد مسلسل اور ارکان اسلام کی پابندی پاکستان کے قیام کا سبب ہیں کامیابی وکامرانی کیلئے اللہ کے قانون کی طرف رغبت ضروری ہے اسلامی نظام زندگی کی طرف پیش رفت اور اجتماعی کاوشوں کے ذریعے کامیابی حصول پاکستان کا مقصد عظیم ہے تعمیر پاکستان کا خواب جذبے اور اخلاص نیت کے ذریعے ہی کامیابی سے ہمکنار ہوسکتا ہے۔ ہم استحکام پاکستان کیلئے تعلیم کے میدان میں خاطر خواہ کامیابی حاصل نہیں کرسکتے۔ جس کی وجہ سے عوام مایوسیوں کی نظر ہوئے اس مایوسی نے ہمہ گیر صورت اختیار کرلی جس کے باعث قومی ضمیر زوال پزیر ہوگیا۔افراد کار نہ ہونے کے باعث ہر میدان میں کمزور ہوگئے۔اسلام کے نام پر قائم ہونے والی ریاست اسلامی نظام حکومت اختیار نہ کرسکے نظریاتی مملکت کی پہنچان کے تمام امتیازات رخصت ہوگئے دینی حمیت اور جمعیت کا خواب پورا نہ ہوسکا جس کے باعث معاشرتی انتشار پیدا ہوا امیر ریاست کے فرائض منصبی کیا ہیں۔انہیں کس انداز میں پورا کیا جائے گا۔سید فضل الرحمٰن فرماتے ہیں۔

"اسلام نے امیر ریاست کے اور بھی بہت سے فرائض متعین کئے ہیں امیر کیلئے ضروری ہے کہ وہ رعایا کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرے معروف کی تاکید اور منکرات کی روک تھام کرے عہدے کی حرص نہ کرے امیر کیلئے یہ بھی لازم ہے کہ وہ اپنی حکمرانی کو بنیاد بنا کر اپنے لئے ترجیحی سہولیات حاصل نہ کرے عوام کیلئے امیر تک پہنچنے میں رکاوٹیں نہ کھڑی کی جائیں اور وہ امور سلطنت اپنے ساتھیوں کے مشورے سے انجام دے امیر کیلئے یہ بھی لازم ہے کہ وہ عوام کی معاشی حالت کا وقتاً فوقتاً جائزہ لیتا رہے تاکہ وہ پر سکون مطمئن اور اسودہ حال زندگی بسر کرسکیں"(16)

اسلام انتظام سلطنت چلانے کیلئے امیر کی اطاعت کو لازم قرار دیتا ہے۔ اطاعت امیر کا عملی مظاہرہ تھا کہ صحابہ کرام حضور کے ایک اشارے پر اپنی جانیں راہ خدا میں قربان کرنے

کیلئے ہمہ وقت تیار تھے آج بھی اس جذبے کو اطاعت امیر میں بنیادی حیثیت حاصل ہے رسول اللہ نے فرمایا۔

"جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی امام کی مثال ڈھال جیسی ہے کہ اس کے پیچھے رہ کر جنگ کی جاتی ہے اور اس کے ذریعے دشمن سے بچا جاتا ہے پس اگر امام تمہیں اللہ سے ڈرتے رہنے کا حکم دے اور انصاف کو شعار بنائے تو اسے اس کا اجر ملے گا لیکن اگر اس کے خلاف کہے گا تو اس کا گناہ اس پر ہوگا(17)

وطن عزیز پاکستان کی تعمیر وترقی اور دفاع ہر پاکستانی کا جز وایمان ہے ایسے مظاہر موقع بموقع ہماری نظروں کے سامنے سے گزرتے ہیں تو ہمارا سر اللہ تعالی کی اطاعت میں سجدہ ریز ہوتا ہے 1965 کی پاک بھارت جنگ میں دشمن کی جارحیت کا پاکستانی قوم نے جس بے جگری سے مقابلہ کیا ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ داؤد عسکری اس کی منظر کشی کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"صدر مملکت کے اس اعلان جنگ نے ساری قوم کو جھنجوڑ ڈالا لوگوں نے صدر کے نعرہ جہاد کا پر جوش خیر مقدم کیا پوری قوم ایک ہی دن میں نہیں، چند ساعتوں میں ایک نئے دلولے اور نئے جذبے سے سرشار ہوگئی قوم کے تمام افراد اس عزم سے اٹھے کہ ہم مٹ تو سکتے ہیں لیکن دشمن کے آگے جھک نہیں سکتے پاک فوج کے افراد اعلی تربیت یافتہ اور پھر جذبہ جہاد سے سرشار تھے۔ شجاعت، جرات اور جانبازی ان کا شیوہ تھا ان کے سینے نور خدا سے معمور"(18)

علامہ اقبال نے تہذیب حاضر کے گرفتار مسلمانوں کی زندگی کی عکاسی کرتے ہوئے انہیں عالم اسلام کے مسائل کا ذمہ دار قرار دیا ہے خاص کر پاکستانی مسلمانوں کی زندگی کا نقشہ بیان

کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

دیکھ تو اپنا عمل ، تجھ کو نظر آتی ہے کیا؟ وہ صداقت جس کی بیبا کی تھی حیرت آفریں
تیرے آبا کی نگاہ بجلی تھی جس کے واسطے ہے وہی باطل تیرے کا شانہ دل کا مکین
وہ نشان سجدہ جوروشن تھا کوکب کی طرح ہوگئی ہے اس سے اب ناآشنا تیری جبیں
غافل! اپنے آشیاں کو آکے پھر آباد کر نغمہ زن سے طور معنی پر کلیم نکتہ بیں(19)

علامہ اقبال نے حالات کے بدلتے ہوئے تناظر میں مسلمانان عالم اورخصوصاً پاکستانی مسلمانوں کوغیرت ایمانی کے ساتھ زندگی سے ہم آہنگ حدوجہد کا سبق دیا تاکہ وہ تعمیر پاکستان میں اپنافرض نبھائیں:

تو اپنی سرگزشت اب اپنے قلم سے لکھ خالی رکھی ہے خامۂ حق نے تیری جبیں
یہ نیلگوں فضا جیسے کہتے ہیں آسمان ہمت ہو پر کشا تو حقیقت میں کچھ نہیں
بالائے سر رہا تو ہے نام اس کا آسمان زیر پر آگیا تو یہی آسمان زمیں(20)

حواشی وحوالہ جات

۱۔ مودودی ، ابواعلی مولانا ،تفہیم القرآن جلد پنجم 1984 ترجمان القرآن لاہور صفحہ 28 -527

۲۔ .مودودی. ابواعلی مولانا ،تفہیم القرآن جلد سوم 1984 ترجمان القرآن لاہور صفحہ 432

۳۔ فتح پوری،فرمان ڈاکٹر،"ہندی اردوتنازع"1988 نیشنل بک فونڈیشن اسلام آباد صفحہ 2 برصغیر میں مسلم قومیت کےتصورکاارتقاءصفحہ 100

۴۔ فتح پوری،فرمان ڈاکٹر،"ہندی اردو تنازع1988" نیشنل بک فونڈیشن اسلام آباد صفحہ 3

۵۔ "تصور پاکستان بانیان پاکستان کی نظر میں "شریعۃ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد

۶۔ غازی، پروفیسر ڈاکٹر محمود احمد "امت مسلمہ کے مسائل اوران کا حل سیرت طیبہ کی روشنی میں "2004 شیخ زائد اسلامک سینٹر، جامعہ کراچی صفحہ 6-5

۷۔ "تصور پاکستان بانیان پاکستان کی نظر میں " شریعۃ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد 2005 صفحہ 74

۸۔ مودودی، ابواعلی مولانا ،" تفہیم القرآن "جلد ششم 1984 ترجمان القرآن لاہور صفحہ 51-350

۹۔ مودودی، ابواعلی مولانا ، تفہیم القرآن جلد ششم 1984 ترجمان القرآن لاہور صفحہ 343

۱۰۔ مودودی، ابواعلی مولانا ، تفہیم القرآن جلد ششم 1984 ترجمان القرآن لاہور صفحہ 66-565

۱۱۔ مودودی، ابواعلی مولانا ، تفہیم القرآن جلد ششم 1984 ترجمان القرآن لاہور صفحہ 11-510

۱۲۔ تیسیر الباری شرح بخاری علامہ وحیدالزماں 1990 نعمانی کتب خانہ لاہور جلد دوم صفحہ 57

۱۳۔ تیسیر الباری شرح بخاری علامہ وحیدالزماں 1990 نعمانی کتب خانہ لاہور جلد دوم صفحہ 57

۱۴۔ شرح صحیح مسلم علامہ غلام رسول سعیدی جلد پنجم 2001 فرید بک سٹال لاہور صفحہ 807

۱۵۔ شرح صحیح مسلم علامہ غلام رسول سعیدی جلد پنجم 2001 فرید بک سٹال لاہور صفحہ 808

۱۶۔ سید فضل الرحمٰن "ہادی اعظم "، 1991 کراچی ادارہ امجدیہ صفحہ 295

۱۷۔ محمد بن اسمٰعیل بخاری صحیح بخاری جلد دوم کتاب الاحکام 1988 کراچی دارالاشاعت صفحہ 110

۱۸۔ داؤد عسکری، "جوئے شیر" 1979 کراچی رشید اینڈ سنز صفحہ 13

۱۹۔ " کلیات اقبال" علامہ ڈاکٹر محمد اقبال 1976 طبع ہشتم غلام علی اینڈ سنز لاہور صفحہ 220

۲۰۔ کلیات اقبال علامہ ڈاکٹر محمد اقبال 1976 طبع ہشتم ، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور صفحہ 638

بچوں کے حقوق اور ان سے حُسنِ سلوک
سیرتِ طیّبہ ﷺ کی روشنی میں

مصنّف

پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی

مکتبہ یادگار شیخ الاسلام پاکستان علامہ شبیر احمد عثمانیؒ

(زیر طبع)